355/12/12/13

Name of the Scholar : Shagufta Kousar
Name of the Supervisor : Dr. Mohsin Ali
Name of the Department : Persian

Title of Thesis : Contribution of Non- Muslims in Persian History Writing of Kashmir

# Abstract

کشمیراور فارسی زبان کا تعلق بہت پرانا ہے۔ فارسی زبان نے کشمیر میں پہنچ کر نہ صرف اپنا دامن وسیع کیا بلکہ یہ زبان مقامی دانشوروں، مفکروں، شاعروں اور ادیبوں کے لیے ذریعۂ اظہار بن گئی۔ اس حقیقت کو جھٹلایا نہیں جاسکتا کہ باہر سے آنے والی مختلف قوموں اور تہذیبوں نے کشمیر کی تاریخ وتمدن پر گہرے اثرات مرتسم کئے ہیں۔ چنانچہ یہاں علم وادب اور فکر وفلسفہ کو جوفروغ حاصل ہوااس میں بیرونی اثرات کا بھی عمل دخل رہا ہے۔ فارسی زبان وادب نے بھی کشمیر کی ثقافت اور شعر وادب کو بے حد متاثر کیا۔ کشمیر میں عوام وخواص نے فارسی زبان کا دل کھول کر استقبال کیا۔ یہاں اسلام کی ترسیل وتفہیم بھی فارسی زبان کے ذریعے ہی ہوئی۔ چنانچہ کشمیر کی ہندو سلطنت رنچو شاہ کے عہد میں جس نے بلبل شاہ کی تلقین سے اسلام قبول کرلیا تھا، ختم ہوگئی۔ سلطان سکندر کے زمانے میں ہندوؤں کو کچھ مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ جب سکندر کے بجائے شاہی خان نے عنانِ حکومت ہاتھ میں لی تو غیر مسلموں کے حق میں ایک خوش گوار تبدیلی ہوئی۔ یہی وہ عظیم الشان اور نامور بادشاہ تھا جو تاریخ میں سلطان زین العابدین کے نام سے مشہور ہے۔ سلطان زین العابدین کے عہد میں کشمیر کے غیر مسلموں میں فارسی زبان رائج ہوئی۔

بودی بٹ فرشتہ کے بیان کے مطابق ''شاہ نامہ'' کا حافظ اور اسے نہایت خوش الحانی سے پڑھتا تھا ''زین'' نامی ایک کتاب بھی علم موسیقی میں لکھی جو سلطان زین العابدین کی طرف منسوب ہے۔ یہ کتاب شاید فارسی میں لکھی گئی تھی۔ بودی بٹ فارسی میں کافی مہارت رکھتا تھا۔ بہر حال کشمیری ہندوؤں نے سلطان زین العابدین کے زمانے سے فارسی کی طرف توجہ کی اور رفتہ رفتہ ان کا درجہ کایستھوں کے برابر ہوگیا۔ بلکہ قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ سلطان نے ایک دارالترجمہ قایم کیا جس میں ہندو عالموں کی سنسکرت کی مشہور کتابوں کا فارسی میں

ترجمہ کیا گیا۔ جن میں مہابھارت اور راج ترنگنی کا ترجمہ بھی شامل ہے۔ اس دار الترجمہ کے سنسکرت شعبہ کے رئیس پنڈت بودھی بٹ تھا جو فارسی اور سنسکرت دونوں زبانوں کا عالم تھا۔ اس کے علاوہ سوم پنڈت، کشمیری کے علاوہ فارسی اور سنسکرت میں شعر کہتا تھا۔ ویدوں اور شاستروں کے ترجمے بھی ہوئے۔ اس کے علاوہ عربی اور فارسی کی معروف کلاسیکی منظوم کتابوں کا بھی سنسکرت میں ترجمہ ہوا۔ سب سے اہم پنڈت کلہن کی شہرۂ آفاق تاریخ ''راج ترنگنی'' کا ترجمہ بھی اسی دور میں فارسی میں ہوا تھا۔

کشمیر میں تاریخ نویسی کی ایک طویل اور لمبی روایت رہی ہے اور اس سلسلے میں پہلا نام پنڈت کلہن کا لیا جاتا ہے۔ جنھوں نے باقاعدہ طور پر تاریخِ کشمیر مرتب کی۔ لیکن خود کلہن نے اپنی تاریخ ''راج ترنگنی'' میں اس بات کا ذکر کیا ہے کہ انھوں نے کئی تاریخی ماخذات اور دستاویزات سے استفادہ کیا ہے اس لیے کہا جا سکتا ہے کہ کلہن سے پہلے بھی یہاں تاریخ نویسی کی روایت موجود رہی ہے۔ پنڈت کلہن کے بعد جون راج نے تاریخ نویسی کی روایت کو آگے بڑھایا ان کے بعد کئی لوگوں نے تاریخ نویسی کا کام انجام دیا جن میں جون راج کے شاگرد شری ور، پراجیہ بٹ، ملا احمد کشمیری، سید علی، خواجہ محمد اعظم دیدہ مری، بیربل کاچرو، پیر غلام حسن کھویہامی، محی الدین مسکین وغیرہ شامل ہیں۔ دورِ جدید میں سر والٹر لارنس، پی۔ این بامزئی، پریم ناتھ بزاز، غلام محی الدین صوفی جیسے عالموں نے اس روایت کو مزید مستحکم کر دیا۔

مجموعی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ کشمیر میں فارسی تاریخ نویسی کی ابتداء اس خطے میں اسلام کی نشر و اشاعت یعنی ۷۳۶ھ، ق مطابق ۱۳۲۵ء کے بعد ہوئی۔ بعد میں آنے والے ادوار میں دونوں مسلم اور ہندو تاریخ نویسوں اور عالموں نے فارسی تاریخ نویسی کو بامِ عروج پر پہنچایا جس میں ہندو تاریخ نویسوں کا حصہ بھی ناقابلِ فراموش ہے۔ کئی مستند تواریخ ہندو عالموں کے قلم کا ثمرہ ہیں جنھوں نے کشمیر میں فارسی تاریخ نویسی میں اہم جگہ بنا کر نہ صرف فارسی تاریخ نویسی میں نام کمایا بلکہ ادب فارسی کا دامن بھی گہرناب سے بھر دیا۔ اگر کشمیر کے ہندو فارسی تاریخ نویسوں کے اس گراں بہا ادبی اور تاریخی اعتبار سے اہم کام اور ان عالموں کے احوال اور آثار سے پردہ ہٹایا جائے تو یہ دنیائے فارسی کے لیے ایک ناقابلِ فراموش اضافہ رہے گا۔